السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امام ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ میں علی بن طلق کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لَا أَعْرِفُ لِعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ، وَلَا أَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ» وَكَأَنَّهُ رَأَى أَنَّ هَذَا رَجُلٌ آخَرُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

حضرت علامہ مبارکپوری شرح ترمذی 205/2 وَلَا أَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ» كَذَا وَقَعَ فِي النُّسَخِ الْحَاضِرَةِ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيُّ وقد ذكر الحافظ بن حَجَرٍ عِبَارَةَ التِّرْمِذِيِّ هَذِهِ فِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ وفيه عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ السُّحَيْمِيُّ وَهُوَ الظَّاهِرُ عِنْدِي وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

شبہ یہ ہے کہ اگر تہذیب التہذیب میں جوواقع ہے اگر یہی صحیح ہے توامام ترمذی کے قول وکانہ رای ان ہذ رجل آخر کی کیا توجیہ ہوگی؟اس تقدیر پر تویہ قول غلط ہوجاتا ہے ۔ حضرت علامہ تشریح نہیں فرمائی اور سرسری طور سے گذرگئے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصل جواب سے پہلے چندامور کی تحقیق ضروری ہے اس سے جواب کے سمجھنے میں مدملے گی پس بغورملاحظہ فرمائیے:

باب کی یہ مبحوث عنہ حدیث سنن ومعاجم ومسانید وغیرہ کتب حدیث میں صرف علی بن طلق کے نام مروی ہے یا طلق بن علی کے نام سے بھی کسی محدث نے روایت اوراس کی تخریج کی ہے ؟ (1)

واضح ہوکہ یہ حدیث دونوں ناموں سے مروی ہے چانچہ مسند احمد (کما فی المنتقی وابن کثیر) ابوداو ترمذی نسائی دارمی بیہقی ابن حبان ابن جریر میں تویہ براویت علی بن طلق مذکور ہے اورااصابہ میں حافظ ذہل کی عبارت سے معلوم ہوتاکہ بعض مخرجین نے اس حدیث کوطلق بن علی کے نام سے روایت کیا ہے وخالفہ معمر عن عاصم فقال طلق بن علی ولم یشک وکذاقال ابو نعیم عن عبدالمالک بن سلام عن عیسی بن حطان انتہی بقدر الضرورۃ وسنذکر تمام کلامہ فیمایاتی فانتظر اورحافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ورواہ عبدالرزاق عن معمر عن عاصم الاحول عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام طلق بن علی انتہی

اورعلامہ امیر یمانی سبل السلام لکھتے ہیں رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ (ای حدیث ابی ہریرۃ المخرج فی ابی داودوالنسائی فی منع اتیان فی ادبارہن) بِلَفْظِهِ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -، وَعُمَرُ، وَخُزَيْمَةُ، وَعَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ، وَطَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ، وَابْنُ مَسْعُودٍ

علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں ایک ذات یعنی : ایک صحابی کے نام ہیں یادو کے ؟اس امر میں ارباب رجال مختلف ہیں ۔ (2)

بعض کاخیال ہے کہ دونوں کامصداق ذات واحد اور شخص واحد ہے اصل نام علی بن طالب ہے جن سے حدیث مذکوراحمد ابوداود ترمذی نسائی بیہقی ابن حبان میں علی بن طالب کے نام سے مروی ہے اورجن کتابوں میں مخرج حدیث کانام بجائے علی بن طلق کے طلق بن علی آگیا ہے اس میں قلب ہوگیا ہے کہ کسی راوی نے سہواعلی بن طلق کےبجائے طلق بن علی کہہ دیا ہےاوراس طرح قلب مستبعد نہیں ہے ۔ ابن الجوزی تلقیح مخلوط ص : 104میں من اسمہ علی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں علی بن طلق بن المنذرقال البرقی : وبعض الناس یری انہ طلق بن علی انتہی .

امام ترمذی کامیلان اتحادکی طرف معلوم ہوتاہے اوربقول امیر یمانی امام احمداوربخاری کامیلان بھی اتحادکی طرف ہے سبل السلام میں ہے مال احمد والبخاری الی انہ علی بن طلق طلق بن علی اسم الذت واحدۃ انتہی لیکن یہ نہ معلوم ہوسکاکہ امیر نے ان دونوں اماموں کایہ میلان ان کے کسی کلام سے سمجھا ؟ بہرکیف بعض ارباب رجال وسیر کاخیال کہ طلق بن علی نام کاکوئی الگ دوسرا صحابی نہیں ہے ۔

اوراکثر لوگوں کاخیال ہے کہ علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں صحابیوں کانام ہیں اوردونوں سے ایک ذات مراد نہیں ہے اصابہ استیعاب اسد الغابہ تجرید اسماء الصحابہ تہذیب خلاصہ تقریب وغیرہ سے یہی بات ثابت ہے ۔

پھراس گروہ میں اختلاف ہے اس امر کے اندرکہ طلق بن علی علی بن طلق بن المنذر کےبیٹے ہیں یاان سے اجنبی اوران کے غیر قربتدار کوئی دوسرے صحابی ہیں ۔ عسکری کاجزم اورابن عبدالبر کاظن جس کاحافظ تقویت کی ہے) یہ ہے کہ طلق بن علی علی بن طلق کےبیٹے ہیں (تہذیب

اوربعض کاخیال یہ ہے کہ دونوں میں ابوۃ وبنوہ کارشتہ نہیں ہے بلکہ دونوں کوایک دوسرے سے کوئی قرابت ہی نہیں ہے ۔ جن ارباب رجال نے طلق بن علی اور علی بن طلق کودوصحابی قراردیا ہے ان میں بعض کامیلان اس طرف ہے کہ جن کتابوں میں حدیث مبحوث عنہ طلق بن علی کے نام سے مروی ہے ۔ اس میں طلق بن علی کےبجائے علی بن طلق ہوناچاہئے ۔ کیوں کہ یہ حدیث علی بن طلق کے مسندات سے ہے ۔ طلق بن علی کے مسندات سے نہیں ہے ۔ یعنی یہ حدیث طلق بن علی سے مروی نہیں ہے ۔ چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں ورواہ عبدالرازق عن معمر عن عاصم الاحول عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام عن طلق بن علی والاشبہ انہ علی بن طلق کماتقدم واللہ اعلم اورابن الاثیر کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے :

(ورواہ ابراہیم عن عبدالمالک بن مسلم عن عیسی بن حطان عن مسلم عن علی بن طلق وکذلک رواہ عبدالرزاق عن معمر عن عاصم اخرجہ ابوموسی (اسد الغابہ

میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ علی بن طلق اور طلق بن علی دو صحابی ہیں اور علی بن طلق کے والد ہیں ۔ اور یہ حدیث علی بن طلق کے مسندات سے ہے نہ طلق بن علی کے اور جس کتاب میں اس حدیث کا مخرج طلق بن علی لکھا ہے وہ راوی کی غلطی ہے واللہ اعلم

(3) مسند احمد میں یہ حدیث علی بن ابی طالب سے مروی ہے یا علی بن طلق سے ؟ یہ بھی مختلف فیہ امر ہے :

علامہ ہیثمی کے صنیع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسند میں یہ حدیث علی ابن ابی طالب سے مروی ہے چنانچہ مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں ۔

وَعَنْ عَلِيٍّ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ - قَالَ : « جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّا نَكُونُ بِالْبَادِيَةِ وَتَكُونُ مِنْ أَحَدِنَا الرُّوَيْحَةُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : " إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ ، إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَتَوَضَّأْ ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ " ، وَقَالَ مَرَّةً : " فِي أَدْبَارِهِنَّ " » .

رَوَاهُ أَحْمَدُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، وَهُوَ فِي السُّنَنِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ الْحَنَفِيِّ ، وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَبْلَهُ كَمَا تَرَاهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ الخ

اور علی متقی کا خیال بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ کنز العمال میں حضرت عمرو عثمان کے مسانید ذکر کرکے عن علی کے ساتھ حدیث مذکور کی ابتدا کی ہے اور آخر میں لکھا ہے احمد فی مسندہ والعدنی ورجالہ ثقات انتہی پھر میں یہ مفصل راویت علی بن طلق سے ذکر کرکے صرف ابن جریر کا حوالہ دیا ہے ۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مسند احمد میں علی بن طلق سے مروی نہیں ہے بلکہ علی بن ابی طالب سے مروی ہے ۔

یہ مطول روایت مسند احمد میں مسندات علی بن ابی طالب میں بسند ذیل مذکور ہے :

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی وکیع حدثنا عبدالمالک بن مسلم الحنفی عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال : جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اس معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد اور ان کے بیٹے کے نزدیک یہ حدیث علی بن ابی طالب سے مروی ہے ۔ نہ علی بن طلق سے اور اس کو ترجیح دی ہے علامہ احمد محمد شاکر نے مسند میں بخلاف امام ترمذی اور ابن کثیر وغیرہ کے کہ ان کے نزدیک اس کے راوی علی بن طلق ہیں نہ ابن ابی طالب اور حافظ ابن کثیر کا خیال یہ ہے ے کہ یہ حدیث مسند احمد میں علی بن طلق سے مروی ہے نہ علی بن ابی طالب سے چنانچہ لکھتے ہیں :

حدثنا عبدالرزاق أخبرنا سفیان عن عاصم عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام عن علی بن طلق قال : نہی رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - أن یؤتی النساء فی أدبارہن ، فإن اللہ لا یستحی من الحق ، وأخرجہ أحمد أیضا عن أبی معاویۃ ، وأبو عیسی الترمذي من طریق أبی معاویۃ ، عن عاصم الأحول ، بہ ، وفیہ زیادۃ ، وقال : ہو حدیث حسن ومن الناس من یورد ہذا الحدیث فی مسند علی بن أبی طالب ، کما وقع فی مسند الإمام أحمد بن حنبل ، والصحیح أنہ علی بن طلق الخ اور منتقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجدالدین ابن تیمیہ کے نزدیک علی بن ابی طالب اور علی بن طلق دونوں سے مروی ہے چنانچہ : باب الںہی عن اتیان المراۃ فی دبرہا میں ابن تیمیہ نے اس مضمون کی حدیث دونوں سے بحوالہ مسند ذکر کی ہے ۔ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حدیث مسند احمد میں صرف علی بن طلق سے مروی ہے ۔

(4) طلق بن یزید یا یزید بن طلق بھی کوئی صحابی ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے ان کا ترجمہ اصابہ اسد الغابہ تجرید اسماء الصحابہ اور تلقیح میں مذکور ہے ۔ اور امام احمد وغیرہ نے حدیث مبحوث عنہ ان سے بھی روایت کی ہے لیکن راجح یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی علی ابن طلق ہیں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

" حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَمُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ، عَنْ عِيسَى بن حطان ، عن مسلم بن سلام ، عن طَلْقِ بْنِ يَزِيدَ - أَوْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَسْتَاهِهِنَّ .

وَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ، عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ ، عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَالْأَشْبَهُ أَنَّهُ عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ ، كَمَا تَقَدَّمَ ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

اور ابن حجر اصابہ میں لکھتے ہیں : عن طلق بن یزید أو یزید بن طلق ، عن النبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلم ، قال : « إنّ اللّہ لا یستحی من الحقّ ، لا تأتوا النّساء فی أستاہہنّ »

ہکذا رواہ ، وخالفہ معمر عن عاصم ، فقال : طلق بن علی ، ولم یشک .

وکذا قال أبو نعیم عن عبد الملک بن سلام ، عن عیسی بن حطّان ، قال ابن أبی خیثمۃ : ہذا ہو الصّواب .

اصل استفتا کا جواب

میرے نزدیک راجح وہی ہے جو جامع ترمذی کے موجودہ نسخہ میں واقع ہے ۔ یعنی : عبارت مسئولہ عنہا میں لا اعرف ہذا الحدیث من حدیث طلق بن علی السحیمی کا ہونا راجح اور صواب ہے اور من حدیث علی بن طلق السحیمی (کما وقع فی تہذیب التہذیب) صحیح نہیں ہے ۔

ترمذی کے موجودہ نسخہ کے صحیح ہونے کا ایک قرینہ یہ ہے کہ ترمذی کے اس کلام کو حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اور حافظ منذر نے تلخیص السنن میں اور شوکانی نے نیل میں اور ملا علی قاری نے بحوالہ میرک مرقاۃ میں نقل کیا ہے اور ان چاروں کے پاس جامع ترمذی کے جو نسخے تھے ان سب کی عبارت مذکورہ اس طرح تھی جس طرح ترمذی کے موجودہ نسخوں میں ہے یعنی من حدیث طلق بن علی السحیمی اور تہذیب میں کتب اور ناسخ کی غلطی سے طلق بن علی کے بجائے علی بن طلق ہوگیا ہے ۔

دوسرا قرینہ : یہ ہے کہ اگر تہذیب میں واقع شدہ عبارت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو امام ترمذی کے کلام فکانہ رای ان ہذا رجل آخر کا کوئی معنی نہ ہوگا ۔ وہذا لا یخفی علی من تامل فے کلام الترمذی

ترمذی کے موجودہ نسخوں کے مطابق اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ : میرے علم میں علی بن طلق سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے اور علی بن طلق اور طلق بن علی دو صحابی ہیں یعنی : دونوں ایک ذات کے نام نہیں ہیں کہ اس حدیث کا اصل راوی علی بن طلق ہو اور جہاں کہیں طلق بن علی آگیا اس کو علی بن طلق کا قلب کہہ دیا جائے جیساکہ قائلین کا اتحاد کا خیال ہے اور یہ خیال بھی درست نہیں کہ یہ حدیث علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں سے مروی ہے ۔ نہیں بلکہ اس حدیث کا مخرج طلق بن علی کو بتانا جوایک دوسرے صحابی ہیں خطا اور وہم ہے کیوں کہ یہ حدیث میرے علم میں طلق بن علی کی مرویات سے ہے ہی نہیں یہ حدیث تو صرف علی بن طلق سے مروی ہے اور طلق بن علی سے تو دوسری حدیثیں مروی ہیں ۔

معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک علی بن طلق اور طلق بن علی دو شخص ہیں وقد ذکر ترجمة طلق بن علی السحیمی فی تاریخہ الکبیر وری عنہ حدیثا بسند پس امام ترمذی کا امام بخاری کی طرف منسوب کرنا فکان رائ رجل آخر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل درست ہے امام بخاری کی طرف اس امر کی نسبت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ خود امام ترمذی کے نزدیک دونوں ذات واحد کے نام ہیں اور طلق بن علی قلب ہے علی بن طلق کا- والظاہر عندی ماذہب الیہ البخاری ولیتنی کان عندی ماکتب ہو فی الصحابة وکتاب العلل الکبیر للترمذی والاطراف للمزی وغیر ذلک من کتب الرجال والعلل.

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری]

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 234

محدث فتویٰ